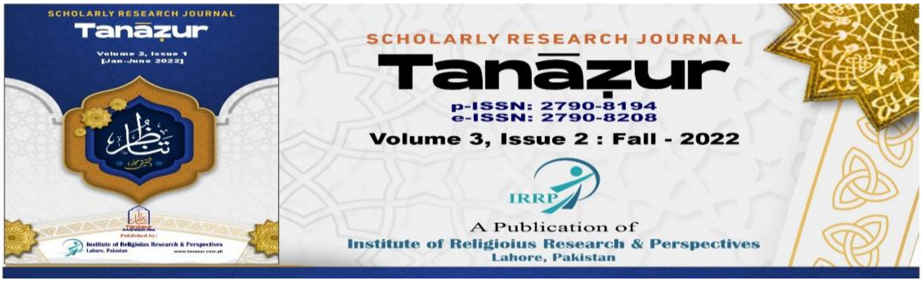

اصول فقہ کی تجدید اور اس کا تاریخی ارتقاء: تجزیاتی مطالعہ

Title: **Rejuvenation of Usūl al Fiqh and its Historical Evolution: An Analytical Study**

Author (s): Muhammad Haroon Alvi*

Affiliation (s): *M.Phil. Scholar, Department of Islamic Thought & Civilization, University of Management and Technology, Lahore, Pakistan
alalaviharoon@gmail.com

History: **Received**: Jul 19, 2022, **Revised**: October 10, 2022, **Accepted**: Sep 27, 2022, **Available Online**: December 30, 2022

Citation: Alvi , Muhammad Haroon . " Rejuvenation of Usūl al Fiqh and its Historical Evolution: An Analytical Study." *Tanāẓur* , 3, no.2 (2022): 47−62.

Copyright: © The Authors

Article QR

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

Homepage: http://tanazur.com.pk/index.php/tanazur/index

جلد:۳، شمارہ:۲، جولائی-دسمبر ۲۰۲۲

اصول فقہ کی تجدید اور اس کا تاریخی ارتقاء: تجزیاتی مطالعہ

Rejuvenation of Usūl al Fiqh and its Historical Evolution: An Analytical Study

Muhammad Haroon Alvi
M.Phil Scholar,
Department of Islamic Thought & Civilization,
University of Management and Technology, Lahore, Pakistan
alalaviharoon@gmail.com

Abstract

The efforts made to express the development and expansion of knowledge of principles of jurisprudence have different aspects. Distinguished order of presentation of technical debates, unique synthesis, research and analysis of debates, inclusion of other sciences such as dictionary, syntax, logic, al-kalam, etc. There are many aspects including priority in the discussions of opinions, on the basis of which the art experts in all the different periods of their work Jameela were declared to be of Mujahideen glory. In the history of Islamic jurisprudence, there are brief mentions of the renewal efforts of the top Mujaddins who adopted this form of renewal. This paper focuses on the history of Rejuvenation of Usūl al Fiqh and its Historical Evolution. The analysis has been made to extract the methodologies and various pheromones of this valuation.

Keywords: Usūl al Fiqh, Rejuvenation Fiqh, Historical Evolution of Fiqh, Islamic Jurisprudence, History of Usūl al Fiqh

۱۔ تعارف:

اصول فقہ کی تاریخ کے مختلف پہلو ہیں۔ ایک پہلو تو اس کی ابتداء و ارتقاء کا ہے، جس کی تاریخ باب اول میں بیان ہو چکی، البتہ دوسری جانب اس علم میں تجدیدی کاوشوں پہ مشتمل تاریخ ہے، جو اس مقالہ میں زیر بحث ہے۔ اصول فقہ میں تجدیدی کاوشوں کی مختلف صورتیں ہیں۔ اصول فقہ کے لیے تمام ادوار میں کی گئی تجدیدی کاوشوں میں سر

فہرست اس کی تدوین کی کاوش ہے۔ جو کہ جمہور امت کے معروف موقف کے مطابق امام شافعیؒ نے سر انجام دی۔ اس اعتبار سے امام شافعیؒ اس فن کے مدون اول تو ہیں ہی، سید المجددین بھی ہیں۔

امام محمد شافعیؒ (204ھ)

امام محمد بن ادریس شافعیؒ کا "الرسالہ" ہی آپ کے تجدیدی کارنامہ کے لیے کافی تھا، یہ ایسا شاندار کتابچہ ہے کہ امام مزنیؒ نے فرمایا:

قرات الرسالة خمسمائة مرة، ما من مرة الا و استفدت منها فائدة جليلة-[1]

(میں نے الرسالہ کا پانچ سو سے زائد بار مطالعہ کیا ہے، اور ہر بار ہی کسی عظیم الشان فائدہ سے مستفید ہوا ہوں)۔

اس کے ساتھ ساتھ آپؒ نے الرسالہ کے بعد اس فن میں زید تین کتب "جماع العلم"، "کتاب اختلاف الحدیث"، "کتاب ابطال الاستحسان" بھی تصنیف فرمائیں۔ آپؒ نے جو طرز تالیف اختیار کیا اور جن موضوعات اصولیہ پہ توجہ فرمائی، اس کی اتباع تیسری صدی ہجری کے آخر تک بالخصوص اور بعد کے ادوار میں بالعموم جاری رہی۔

2۔ تجدید بصورت تنمیہ و توسع

علم اصول فقہ کی ترقی اور اس میں توسع کے اظہار کے لیے کی جانے والی کوششیں مختلف پہلوؤں کی حامل ہیں۔ فنی مباحث کے پیش کرنے کی ممتاز ترتیب، منفرد تنسیق، مباحث کی تحقیق و تدقیق، دیگر علوم مثلاً لغت، نحو، منطق، الکلام وغیرہ کو ساتھ شامل کرنا یا ان کو بحث سے باہر رکھنا، مقاصد شریعت، مصالح و مفاسد کا بیان، مختلف الآراء مباحث میں ترجیح وغیرہ سمیت کئی ایسے پہلو ہیں جن کی بنیاد پہ ماہرین فن اپنی مساعی جمیلہ کے سب مختلف ادوار

---

[1] عبدالوہاب ابن علی السبکی، **طبقات الشافعية الكبرى** (حلب: مؤسسة الفيصل، 1964ء)2:99۔

جلد:۳، شمارہ:۲، جولائی-دسمبر ۲۰۲۲

میں مجددانہ شان کے حامل قرار پائے۔ علم اصول فقہ کی تاریخ میں تجدید کی اس شکل کو اختیار کرنے والے متفق علیہ، چوٹی کے مجددین کی تجدیدی کاوشوں کے مختصر تذکرے پیش ہیں۔

امام الحرمین ابو المعالی جوینیؒ (478ھ)

امام الحرمین عبد الملک بن عبد اللہ ابو المعالی جوینیؒ کی تجدیدی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار آپ کی کتاب "البرھان" کی صورت میں تاریخ میں امر ہوا۔ ابن خلدونؒ نے فرمایا کہ:

انہ من احسن ما کتبہ المتکلمون۔[2]

"متکلمین کی کتب میں سب سے بہترین کتاب البرھان ہے"۔

ابن سبکیؒ نے فرمایا:

انہ کتب علی اسلوب غریب لم یقتد فیہ باحد۔[3]

"جوینیؒ نے نئے اور منفرد اسلوب پہ کتاب لکھی، اس اسلوب میں انہوں نے کسی کی اقتداء نہیں کی۔"

امام الحرمین عبد الملک جوینیؒ کے تجدیدی اسلوب کے اہم مظاہر یہ ہیں:

☆ **قضایا اصولیہ کو پیش کرنے میں کمال براعت**

آپؒ کے تجدیدی اسلوب کا اولیں نمایاں اظہار کتاب کے مقدمہ سے ہی بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ آپؒ نے مسائل اصولیہ کو "کتب" کے عناوین کے تحت پیش فرمایا، پھر ہر کتاب کے تحت ابواب اور فصول باندھے۔ جن کی ترتیب کچھ یوں رکھی: کتاب اول: قرآن و سنت، کتاب دوم: اجماع، کتاب سوم: قیاس، کتاب چہارم: استدلال، کتاب پنجم: ترجیح، کتاب ششم: اجتھاد، کتاب ہفتم: فتوی۔

☆ قضایا اصولیہ کی تقسیم سازی میں امتیازی شان۔

[2] ابن خلدون، **تاریخ ابن خلدون**، 89۔

[3] السبکی، **طبقات الشافعیۃ الکبری**، 10۔

☆کتاب میں آپؒ نے جہاں بھی کسی قضیہ اصولیہ کو پیش فرمایا، اس محل بحث میں مسئلہ کا مکمل علمی پس منظر، اس کی تمام بنیادوں اور جڑوں کی تفصیل واضح کی۔

☆مباحث اصولیہ میں لغوی پہلو بیان کرنے کا شاندار انداز۔

☆ مقاصد شرع کے بیان کا اہتمام، جسے آپ نے کہیں لفظ مقاصد، کہیں لفظ غرض یا اغراض کے ساتھ تعبیر فرمایا۔ مثلا مقاصد طہارت۔

☆مقاصد کی تقسیم ضروریات، حاجیات، تحسینات، مندوبات وغیرہ کی طرف فرمانا۔

امام جوینیؒ ان مظاہر کی روشنی میں اصول فقہ کی مباحث کو پیش فرماتے ہوئے اپنے خاص اسلوب کے مجدد تھے، آپ کے پیشرو مجددین اس اسلوب کے حامل نہ تھے۔

امام ابو حامد الغزالیؒ (505ھ)

آپؒ امام جوینی کے فیض یافتہ تھے، اصول فقہ میں آپ نے ایک سے زائد شاندار کتب تصنیف فرمائیں، البتہ فن کے مجدد کے طور پہ آپ کو تعارف کتاب "المستصفی" سے حاصل ہوا، یہ کتاب ان چار کتب میں سے ایک ہے جنہیں ابن خلدون "عمدۃ ھذا العلم"[4] سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کی وجہ مباحث اصولیہ کو بیان کرنے میں آپ کا مندرجہ ذیل تجدیدی اسلوب ہے، جو آپ سے پہلے کسی نے اختیار نہیں فرمایا۔

☆ مقدمہ اصولیہ کو بیان کرنے میں جامع مانع منطقی طرز اختیار کیا کہ وہ مقدمہ اصول فقہ سمیت دیگر علوم سے استفادہ کے لیے بھی یکساں مفید ہے۔

☆کتاب المستصفی کی بحث استصلاح کے ذیل میں مقاصد شریعت کا تعارف پیش فرمایا اور صراحت کی کہ شریعت مطہرہ کے جملہ مقاصد امور خمسہ میں منحصر ہیں۔ (1) حفاظتِ دین، (2) حفاظتِ نفس، (3) حفاظتِ عقل، (4) حفاظتِ نسل، (5) حفاظتِ مال۔

---

[4] ولی الدین بن عبد الرحمن ابن خلدون، **کتاب العبر وديوان المبتدأ والخبر في أيام العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من ذوي السلطان الأكبر**، (بیروت، موسسۃ الریان، 2009ء) 4:245۔

☆ آپ نے مباحث اصولیہ کو "اقطاب اربعہ" کی صورت تقسیم فرمایا، جن کی تفصیل یہ ہے:

قطب (محور) اول: ثمرہ: یعنی حکم، اسلیے کہ یہ اصول ایسے قواعد ہیں جن کے ذریعے احکام کے استنباط تک پہنچا جاتا ہے۔

قطب ثانی: ادلۃ الاحکام: احکام کے ادلہ کو آپ نے کتاب، سنت، اجماع، عقل، استصحاب میں منحصر فرمایا، جبکہ مختلف فیہ ادلہ کو ادلہ موھومہ سے تعبیر فرمایا۔

قطب ثالث: کیفیۃ استثمار الاحکام من الادلۃ: ادلہ سے احکام کے ثمر آور ہونے کی کیفیت۔

اس قطب کو آپ نے مقدمہ میں بیان فرمایا جو کہ لغات کی مبدا اور اسی سے متعلق ایک بحث "اسماء کی لغوی، عرفی، شرعی تقسیم" پہ مشتمل ہے۔ نیز اس میں کلام مفید کی ماہیت، خطاب کی مراد کے فہم کے طریقے، حقیقت و مجاز بیان کیے۔ پھر اس کے بعد صیغہ (متن کلام) میں غور و فکر کے لیے مجمل، مبین، ظاہر، مؤول، امر، نہی، عام، خاص کو بیان کیا۔ اس قطب میں آپ نے اقتضاء اور اشارہ کے اعتبار سے معتبر الفاظ کی بحث کے ساتھ فہم تعلیل، فہم غیر منطوق، مفہوم کے عنوانات کے تحت مباحث کا ذکر کیا۔

قطب رابع: حکم المستثمر: یہ قطب اجتہاد، استفتاء تقلید، ترجیح پہ مشتمل ہے۔

الحاصل یہ کہ اصول فقہ کی تفہیم کے لیے امام غزالی کی وضع کردہ یہ تقسیم و ترتیب ایسی تجدید ہے جو اس سے قبل کسی نے اختیار نہ کی تھی۔

اس کی عمدگی و علوشان ایسی ہے کہ آپ بذات خود اس کی توصیف میں فرماتے ہیں:

> جمعت فيه بين الترتيب والتحقيق لفهم المعاني، فلا مندوحة لاحدهما عن الثاني، واتيت فيه بترتيب لطيف عجيب، يطلع الناظر فيه في اول وهلة على جميع مقاصد هذا العلم، ويفيده الاحتواء على جميع مسارح النظر فيه، فكل علم لا يستولى الطالب في ابتداء

نظرہ علی مجامعه ولا مبانیه فلا مطمع له فی الظفر باسرارہ ومباغیه۔[5]

"میں نے اس میں معانی کے فہم کے واسطے ترتیب و تحقیق کو یکجا کر دیا ہے، دونوں میں سے کسی کو دوسرے سے راہ فرار حاصل نہیں۔ میں نے ایسی لطیف و عجیب ترتیب اختیار کی ہے، کہ دیکھنے والا اول واہلہ میں ہی اس علم کے تمام مقاصد سے مطلع ہو جاتا ہے، اور فن کے تمام غور وفکر طلب مراحل کے احاطے کا فائدہ ہو تا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی علم جس کا طالب ابتدائی نظر میں اس کی بنیادوں پہ دسترس نہ حاصل کر پائے تو اس کے اسرار و مطالب میں کامیابی کی امید نہیں کی جاسکتی۔"

شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلامؒ (660ھ)

امام عزالدینؒ اپنے پیشرو مجددین اصول فقہ سے بالکل منفرد تعارف رکھتے ہیں، باوجودیکہ آپ کا میدان بھی اصول فقہ اور آپ کا نام بھی اسی علم کے مجددین میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سابقین مجددینِ اصول کی توجہات کا مرکز تجدید باعتبار ترتیب و تنسیق، باعتبار دقت و تحقیق تھی، انہوں نے قضایا اصولیہ اور ان کی تقسیمات کو مختلف جہات سے تجدید کے لیے منتخب کیا۔ جبکہ امام عزالدینؒ کا ارتکاز ایک خاص باب یعنی باب المصالح پہ تھا۔ وہی آپ کی تجدیدی صلاحیت کی جولان گاہ بنا۔ اور اس سلسلے میں آپ کی کتاب "قواعد الاحکام فی مصالح الانام" جسے "القواعد الکبری" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، اصول فقہ میں آپ کی مجددانہ شان کا تعارف بنی۔ حتی کہ آپ کے ہم عصر وہ حضرات بھی اس کتاب میں آپ کی علو شان کے معترف رہے جن کی اپنی خدمات بھی اسی مقاصد و مصالح کے باب میں ہیں۔ جیسا کہ علائیؒ اپنی کتاب "المجموع المذهب فی قواعد المذهب" میں فرماتے ہیں:

---

[5] ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، **المستصفی من علم الاصول** (المدینۃ المنورۃ: شرکۃ المدینۃ، 2008ء) 1:10۔

کتاب القواعد الذی اخترعه شیخ الاسلام عز الدین ابن عبد السلام هو الکتاب الذی لا نظیر له فی بابه[6]

"شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام کی ذہنی اختراع کتاب القواعد ایسی کتاب ہے کہ اپنے باب میں اس کی کوئی مثال نہیں۔"

بلکہ امام جلال الدین سیوطیؒ نے تو آپ کے متعلق یہاں تک فرمایا:

انه اول من فتح هذا الباب ای نظریة المقاصد

"نظریہ مقاصد کے باب کا باقاعدہ افتتاح کرنے والی سب سے اول شخصیت شیخ عزالدین بن عبد السلام ہیں۔"

مختصراً دیکھا جائے تو امام عزالدینؒ کی اپنی کتاب میں تجدیدی کاوشوں کا لب لباب درج ذیل نکات ہیں:

☆ نظریہ مصالح کی بنیاد سازی: اس نظریہ کی اصل کے متعلق آپؒ ارشاد فرماتے ہیں:

اصل المصالح من جهة ان الله جل شانه ارسل الرسل وانزل الکتب لاقامة مصالح الدنیا والاخرة ودفع مفاسدهما-[7]

"مصالح کی اصل اس جہت سے ہے کہ اللہ جل شانہ نے رسول مبعوث فرمائے اور کتب نازل فرمائیں دنیا و آخرت کے مصالح قائم رکھنے اور ان دونوں کے مفاسد دور کرنے کے لیے۔"

اسی بنیاد پہ آپؒ کا یہ ماننا ہے کہ شریعت ساری کی ساری مصالح پہ مشتمل ہے، یا تو جلب منفعت کے اعتبار سے یا دفع مضرت کے اعتبار سے۔ اسلیے کہ دفع مضرت بھی من جملہ مصالح میں سے ہی ہے۔[8] اس کے تحت آپؒ کا

---

[6] صلاح الدین خلیل العلائی، **المجموع المذھب فی قواعد المذھب** (قاہرۃ: دار عمار، 2004ء)2:87۔

[7] عزالدین عبد العزیز بن عبد السلام، **قواعد الاحکام فی مصالح الانام** (قاہرۃ: مکتبۃ الکلیات الازہریۃ، 1991ء)2:76۔

[8] حوالہ بالا

جلد:۳، شمارہ:۲؛ جولائی-دسمبر ۲۰۲۲

یہ بھی ماننا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو جس بھی خیر کے سر انجام دینے کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور اس پہ ثواب کا وعدہ فرمایا ہے اور جس بھی شر سے بچنے کا حکم فرمایا، اور نہ بچنے پہ عذاب کی وعید فرمائی ہے، وہ سب مصالح کی رعایت کے اعتبار سے ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۝ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۝[9]

"جو شخص بھی ذرہ برابر بھی نیک عمل کرے گا، وہ اسے دیکھ لے گا اور جو شخص ذرہ برابر بھی نیک عمل کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔"

مزید براں اسی ذیل میں آپؒ نے مصالح و مفاسد کی معرفت کا ضابطہ بھی بیان کیا۔ آپؒ فرماتے ہیں: شریعت کے ورود سے قبل دنیاوی مصالح و مفاسد کی پہچان عقل سے وابستہ ہے، جبکہ آخرت کے مصالح و مفاسد کی پہچان نقل کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔

پھر اس کے بعد اس کی وضاحت کی لوگوں کے کسب میں مصالح و مفاسد کے اسباب کیا ہیں؟

آپ کے نزدیک حقیقت مصالح چار انواع پہ مشتمل ہے: لذات، اسباب لذات، افراح، اسباب افراح۔

اسی طرح حقیقتِ مفاسد بھی چار انواع کو محیط ہے: آلام، اسباب آلام، غموم، اسباب غموم۔

☆ مصالح و مفاسد کی تقسیم: شیخ عزالدینؒ نے مصالح کی تقسیم متعدد جہات سے کی ہے۔

اول: معرفت کی جہت سے: اس کے تحت مصالح کی تین اقسام ہیں۔ 1) وہ مصالح جنہیں ذکی اور غبی سب پہچان لیں۔ 2) وہ مصالح جنہیں صرف ذکی پہچانیں۔ 3) وہ مصالح جنہیں صرف اولیاء پہچانیں۔

دوم: بہ اعتبار خلوص و عدم خلوص: اس اعتبار سے مصالح کی چار قسمیں ہیں، 1) وہ مصلحت جو سابق لاحق، مقترن ہر طرح کی مفسدہ سے خالی ہو۔ 2) مصلحت کسی مفسدہ یا مفاسد پہ راجح ہو۔ 3) وہ مصلحت جو کسی ایک مفسدہ یا مفاسد کے مساوی ہو۔ 4) مصلحت کسی دوسری مصلحت یا مصالح کے مساوی ہو۔

---

[9] الزلزال 99:8۔

سوم: بہ حیثیت تاجیل و تعجیل: اس حیثیت سے مصالح اور مفاسد دونوں کی تین تین اقسام ہیں۔

مصالح کی اقسام ثلثہ: 1) واجب التحصیل، 2) مندوب التحصیل، 3) مباح التحصیل۔

مفاسد کی سہ اقسام: 1) واجب الدرء (جس کا ترک واجب ہو)۔ 2) ماتختلف فی الشرائع (جن کے متعلق شرائع میں اختلاف ہو)۔

3) جس کو شریعت بہ درجہ کراہت ترک کا کہے۔

چہارم: ایک تقسیم دنیا و آخرت کے اعتبار سے ہے: مصالح دنیوی بھی ہوتی ہیں، اخروی بھی۔ اسی طرح مفاسد دنیوی بھی ہوتے ہیں، اخروی بھی۔

☆ وسعت منہج: ایک تو آپ کے ہاں مصالح کے اثبات کے سلسلے میں ایسی وسعت ہے کہ وہ تعلیل بالمصالح والمفاسد کو بھی محیط ہوتی ہے، مآل کار یہاں فقہی نظر و فکر اور اصولی نظر و فکر دونوں ہی مقصد کی وصولی میں یکساں نتیجہ کو پہنچتے ہیں۔ دوم آپ کے ہاں مصالح اور مقاصد میں فرق نہیں رہ جاتا، آپ کے نزدیک مصالح کی تحصیل اور مفاسد کا دفع ہی مقاصد کا مترادف ٹھہرتا ہے۔ اس کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ نے جب "قواعد الاحکام" کا اختصار کیا تو اس کا نام "الفوائد فی اختصار القواعد" رکھا۔

امام ادریس قرافیؒ (685ھ)

شیخ الاسلام عزؒ کے شاگرد علامہ شہاب الدین ادریس بن احمد قرافیؒ نے "انوار الفروق فی انواء البروق"، "شرح تنقیح الفصول"، "النفائس" تالیف فرمائیں، نیز اپنے استاذ شیخ عزالدینؒ کے کام کو آگے بڑھاتے ہوئے مقاصد شریعت شریفہ کے اجمالی تعارف کی بجائے اس کے بعض قواعد ذکر فرمائے اور بعض مسائل بھی بیان فرمائے۔

امام عبدالحلیم ابن تیمیہ حرانیؒ (728ھ)

شیخ الاسلام امام العصور عبدالحلیم بن احمد بن عبدالسلام ابن تیمیہ الحرانیؒ علم اصول فقہ کے اہم اور مایہ ناز مجددین میں شمار ہوتے ہیں، حیران کن امر یہ ہے کہ اس فن کے سلسلہ مجددین میں واحد ہستی ہیں جن کی اس فن میں کوئی مستقل تصنیف نہیں، لیکن آپ کی تحریروں میں اصول کے مسائل و مباحث اور قواعد متفرق طور پہ اس

قدر وافر موجود ہیں کہ عصر حاضر کے ایک ذی وقار محقق شیخ صالح بن عبد العزیز آل منصور نے "اصول الفقہ وابن تیمیہ" کے نام سے دو جلدوں پہ مشتمل ضخیم تحقیق مرتب فرمائی۔ اور علم تفسیر، حدیث، عقائد، تصوف، منطق سمیت مختلف علوم پہ آپ کی تحریرات سے استقراء فرما کر آپ کی بیسیوں آراء اصولیہ کی تحقیق و ترتیب پیش فرمائی۔

آپؒ کی مجددانہ شان کے چند نمایاں امتیازات یہ ہیں:

☆تنظیر اصولی میں حریت فکر اور بالاطلاق کسی بھی مذہب میں مقید نہ ہونا۔

☆تنظیر اصولی میں کتاب و سنت پہ اولیں اعتماد اور اس سے بھرپور، براہ راست استفادہ۔

☆ قواعد اصولیہ پہ بے مثال براہین واستدلالات۔

☆ عقل صریح اور نقل صحیح، نیز حقیقت و شریعت میں تطبیق۔

☆ مجموع الفتاوی اور دیگر کتب و مقالات میں آپ کا "تجدیدی اصولی" کام نظری کی بجائے، تطبیقی شکل میں زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے۔

☆ مقاصد شریعت اور مصالح و مفاسد کا مستقل بیان و اہتمام۔

آپؒ کی اسی شان پہ تبصرہ کرتے ہوئے احمد الریسونی کہتے ہیں:

لا یکاد یخلو کلام له عن الشریعة واحکامها من بیان حکمها ومقاصدها وابراز مصالحها ومفاسد مخالفتها-[10]

"احکام شرعی کے تعلق سے شیخ ابن تیمیہ کا کوئی بھی کلام اس بات سے خالی نہیں، جس میں ان (احکام شرع) کی حکمتیں، ان کے مقاصد کا بیان، ان کے مصالح کو اجاگر جبکہ ان کے مفاسد کو ظاہر نہ کیا گیا ہو۔"

---

[10] ڈاکٹر احمد بن عبد السلام ریسونی، **نظریۃ المقاصد عند الشاطبی** (ہرندن: المعہد العالمی للفکر الاسلامی، 2014ء)68۔

امام محمد ابن قیم جوزیہؒ (۷۵۱ھ)

امام محمد بن ابو بکر ابن قیم جوزیہؒ مایہ ناز شاگرد ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے۔ آپؒ نے "إعلام الموقعين عن کلام رب العالمين"، "شفاء العليل" اور "مفتاح دار السعادة" وغیرہ کتب تالیف فرمائیں اور ان میں عقل و قیاس سے ان احکام شرعیہ کا اثبات فرمایا اور ان کے مصالح کو اجاگر کیا، اور اور اس طرح سے اپنے شیخ ابن تیمیہ حرانیؒ کی تجدیدی کاوش کو نکھار کر پروان چڑھایا۔

امام ابراہیم شاطبیؒ (790ھ)

آپؒ کا نام نامی ابو اسحاق ابراہیم بن موسی شاطبی ہے، امام شاطبی کے ساتھ ساتھ آپ شیخ المقاصدین کے نام سے بھی معروف ہیں۔ کیونکہ آپ کا تجدیدی کارنامہ علم اصول فقہ میں مقاصد شریعت کو مستقل باضابطہ مدون شکل میں پیش کرنا ہے، آپ کی مجددانہ شان کا تعارف بننے والی کتاب کا نام "الموافقات في أصول الشريعة" ہے۔ کتاب ھذا میں علم و فن کے جملہ مبادی و مباحث کو ایسی زبردست تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے بعد مدت مدیدہ تک امت اس میدان میں آپ جیسا باکمال اور بے مثال عالم نہ دیکھ سکی۔ آپ نے علم مقاصد کو مزید اجاگر کرنے کے لیے الموافقات میں "کتاب المقاصد" کے عنوان سے ایک علیحدہ سے بحث مزید شامل کی ہے۔ آپ کی جلالت شان کے اعتراف میں شیخ الاسلام طاہر ابن عاشورؒ تحریر فرماتے ہیں:

> والرجل الفذ الذی افرد هذا الفن بالتدوين وهو ابو اسحاق ابراهيم بن موسى الشاطبی المالكی-[11]
>
> "ابو اسحاق ابراہیم بن موسی شاطبی وہ باکمال شخص ہیں، جنہوں نے مدون کرکے اس علم کو مستقل علیحدہ شکل میں پیش کیا۔"

اس تجدیدی کارنامہ میں آپ کے نمایاں امتیازات یہ ہیں:

---

[11] محمد طاہر بن عاشور المالکی، **مقاصد الشريعة الاسلامية** (بیروت: دار الکتاب اللبنانی، 2004ء)13۔

☆ آپ نے علم مقاصد کے مستقل قواعد، اقسام اور احکام تینوں کو مستقل موضوع سخن بنایا، جبکہ آپ کے پیشرو تمام حضرات اصولیین نے قیاس، علل، مصالح وغیرہ ابحاث کے ذیل میں مقاصد شریعت پہ کلام کیا تھا۔

☆ آپ نے مقاصد شریعت کو بہت سارے قضایا اصولیہ کے ساتھ مربوط کیا۔

☆ آپ مقاصد شریعت کو مستقل فن کی حیثیت سے سامنے لائے۔ جبکہ قبل ازیں وہ محض ایک ذیلی بحث شمار ہوتا تھا۔

☆ آپ نے مقاصد کی متعدد قسمیں کیں، تاکہ اس علم کا سمجھنا سہل ہو۔ مقاصد کی تنظیم و ترتیب میں بنیادی طور پہ دو قسمیں بنائیں:

ایک کا تعلق شارع کے قصد و ارادہ سے ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرے کا تعلق مکلف کے قصد و ارادے سے ہوتا ہے۔ پھر آپ نے قسم اول کو مزید اقسام اربعہ میں منقسم کیا۔ گویا کہ آپ جس قدر اپنی مجددانہ شان کے مطابق اس علم کو سہل ترین شکل میں پیش کر سکتے تھے، آپ نے اس کے لیے انتہائی کوشش کی۔

امام ولی اللہ دہلویؒ (1176ھ)

علم المقاصد سے متعلق بعد از امام شاطبیؒ دنیائے عرب میں طویل عرصہ سکوت طاری رہا، جس سے واضح ہوتا ہے کہ شاطبیؒ نے فن کی اتنی عمیق خدمت کر دی تھی کہ فوری طور پہ مزید طلب باقی نہ رہی، امام شاطبیؒ کے بعد علمی دنیا میں اس فن میں نمایاں مقام امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو نصیب ہوا۔ آپ نے "حجۃ اللہ البالغۃ" لکھی اور اس مایہ ناز تصنیف میں عقائد، عبادات، معاملات، عقوبات اور اخلاقیات کی مباحث و مسائل کو عقل و قیاس کے عظیم ترازو میں تول کر امت کے سامنے پیش کیا اور گہری بلاغت کے ساتھ احکام دینیہ کے مصالح، مقاصد سے روشناس کروایا۔ چنانچہ آپ کی کتاب قیامت کی علامت، حضور پاک ﷺ کی سیرت، اخلاق و ادیان کے مقارنہ، تزکیہ نفس، عقائد، علم تفسیر، علم حدیث اور فقہی علوم کے اجتہادات عقلیہ و نقلیہ کے احاطہ کے ساتھ ساتھ مقاصد شریعت، ان مقاصد کی روشنی میں عبادات کے اسرار، فوائد و ثمرات پہ بھی مشتمل ہے۔

، سیرت نبوی، اخلاق و ادیان کا مقارنہ، تصوف، عقائد، تفسیر، حدیث اور علوم فقہ کے عقلی و نقلی اجتہادات پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ عبادات کے اسرار اور مقاصد شریعت کی روشنی میں ثابت شدہ ان کے فوائد و ثمرات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے، آپؒ نے اس کتاب کو دو بڑی اقسام کی طرف منقسم فرمایا:

۱- ان قواعد کلیہ کا بیان، جن سے مصالح کا استنباط ہوتا ہے، اور جن کی رعایت احکام شرعیہ میں ملحوظ رکھی گئی ہے۔

۲- ان احادیث نبویہ ﷺ کا بیان، جو عبادات، احوال و مقامات، قضاء و خلافت اور رباط و جہاد کی مشروعیت کی حکمتیں اجاگر کرتی ہیں۔

کتاب ھذا میں ایک باب مصالح اور شرائع کے مابین فرق کے لیے مختص کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

اعلم ان الشارع افادنا نوعین من العلم متمایزین باحکامهما، متباینین فی منازلهما، فاحد النوعین: علم المصالح والمفاسد، اعنی ما بینه من تهذیب النفس باکتساب الاخلاق النافعة فی الدنیا او فی الاخرة ومن تدبیر المنزل وآداب المعاش والسیاسة المدنیة. والنوع الثانی: علم الشرائع والحدود والفرائض، اعنی ما بین الشرع من المقادیر.[12]

"جاننا چاہئے کہ شارع نے ہمیں دو طرح کے علم سے نوازا ہے، جو احکام کے اعتبار سے ممتاز اور مرتبہ کے لحاظ سے جدا ہیں، ان میں سے ایک مصالح اور مفاسد کا علم، اس سے میری مراد وہ علم ہے،

[12] شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم الدہلوی، **حجۃ اللہ البالغۃ** (قاہرہ: دار الجیل، 2005ء) 1:225۔

جو دنیا یا آخرت میں نفع رساں اخلاق کے حصول اور ان کے اضداد کے ذریعہ سے نفس کو سنوارنے اور شہری سیاست، زندگی گزارنے کے طریقے اور گھر کی دیکھ بھال کی وضاحت کرے... اور دوسری قسم حدود و فرائض اور شرائع کا علم ہے، اس سے میری مرادوہ ہے، جو مقادیر شریعت نے واضح کئے ہیں۔"

حاصل بحث

اس ساری تفصیل سے یہ واضح ہوا کہ تاریخ اسلامی کے مختلف ادوار میں علم اصول فقہ کے لیے تجدیدی کاوشیں اپنے اپنے وقت کے سلاطین علم فرماتے رہے اور وہ اساطین تجدید مندرجہ ذیل ہیں: دوسری صدی ہجری میں امام شافعیؒ، پانچویں صدی ہجری میں امام الحرمین جوینیؒ اور امام غزالیؒ، ساتویں صدی ہجری میں امام عزالدینؒ اور علامہ قرافیؒ، اٹھویں صدی ہجری میں امام ابن تیمیہؒ، امام ابن قیم جوزیہؒ، امام شاطبیؒ۔ امام شافعیؒ نے فن کی تاسیس، تدوین اور ترتیب اول فرمائی، امام جوینیؒ و غزالیؒ ہاتھوں فن کی مزید ترتیب و تنسیق، مفاہیم اصولیہ کی نظری بنیادوں کی توسیع ہوئی، مصطلحات کو ضبط کیا گیا، فن منظم ہوا، نظریہ مقاصد کی داغ بیل ڈلی۔ عزالدین بن عبد السلامؒ نے فن کے ایک ہی باب، باب المصالح کو منتخب فرمایا۔ اس باب میں فن کو ترقی سے روشناس کروایا۔ ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، شاطبیؒ نے نئے اصولی قضایا وضع فرمائے، باب المقاصد کو نکھار کے بام عروج پہ پہنچایا۔ فرق بس اتنا تھا کہ باب المقاصد میں شاطبیؒ کی تجدیدی کاوش تنظیری اساس کی چھاپ لیے ہوئے ہے، جبکہ ابن تیمیہؒ اور ان کے تلمیذ رشید ابن قیمؒ کی تجدیدی کاوش مقاصد کی عملی تطبیق کا مظہر ہے۔ امام عزؒ سے لیکر امام ولی اللہ دہلویؒ تک فن کی تجدید میں مقاصد و مصالح کو سب سے زیادہ توجہ حاصل رہی، حتیٰ کہ اسے باقاعدہ ایک مستقل علم کی شکل حاصل ہوئی۔

کتابیات:

* ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، **المستصفی من علم الاصول** (المدینۃ المنورۃ: شرکۃ المدینۃ، 2008ء)

* ڈاکٹر احمد بن عبد السلام ریسونی، **نظریۃ المقاصد عند الشاطبی** (ہرندن: المعہد العالمی للفکر الاسلامی، 2014ء)

* شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم الدہلوی، **حجۃ اللہ البالغۃ** (قاہرہ: دار لجیل، 2005ء)

* صلاح الدین خلیل العلائی، **المجموع المذھب فی قواعد المذھب** (قاہرۃ: دار عمار، 2004ء)

* عبد الوہاب ابن علی السبکی، **طبقات الشافعیۃ الکبری** (حلب: مؤسسۃ الفیصل، 1964ء)

* عز الدین عبد العزیز بن عبد السلام، **قواعد الاحکام فی مصالح الانام** (قاہرۃ: مکتبۃ الکلیات الازہریۃ، 1991ء)

* محمد طاہر بن عاشور المالکی، **مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ** (بیروت: دار الکتاب اللبنانی، 2004ء)

* ولی الدین بن عبد الرحمن ابن خلدون، **کتاب العبر وديوان المبتدأ والخبر في أيام العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من ذوي السلطان الأكبر**، (بیروت، موسسۃ الریان، 2009ء)